تفسیرِ مظہری میں قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ کا منہج اور اسلوب کا تحقیقی جائزہ

The analytical review of Qazi Sana ullah Pathy's methods and style in Tafseer Mazahari

ڈاکٹر محمد ایاز*

محمد خالد**

Abstract

Qazi Sanaullah Pani Patty's (1810 A.D) was born in Pani Patt in India. He was a great scholar of Elme tafseer, Elme hadess, Islamic jurisprudence and Elme tasswaf. He was also an author of many books but Tafseer e Mazhari is famous tafseer of qruan. Tafseere Mazharry is a very prominent and investigative Tafseer of Quran Karim has been written in Arabic language. This is the investigative analysis of Qazi Sana ullah Pani Patthy. This Tafseer achieved a prominent position among the Islamic school of scholars. The authors addressed many topic in this Tafseer. Like Shani Nazool , beautiful recitation , linguistically an grammatical analysis, the knowledge of conversation, the knowledge of spirituality, denotative analysis, has many argumentative references from many Tafseer and Sayings. In the given study the analytical investigation, style and method has been addressed in order to benefit the readers.

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

** ایم فل، ریسرچ اسکالر، زرعی یونیورسٹی پشاور

تعارف موضوع

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ (1143ھ/1810) ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ اپ بیک وقت تفسیر، علم حدیث ،علم فقہ اور تصوف کے بڑے عالم مانے جاتے ہیں۔ علم تفسیر میں تفسیر مظہری آپ کی ایک مشہور و معروف تفسیر قرآن ہے۔ یہ تفسیر عربی زبان میں ہے اور دس جلدوں پر مشتمل ہے، اس تفسیر کو علمی حلقوں میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے، کیونکہ صاحب مظہری نے اپنے اس تفسیر میں شان نزول، قرآت، علم صرف ونحو، علم کلام، علم بلاغت، علم تصوف، لغوی تحقیق، احادیث اور مفسرین کے مختلف اقوال کو جمع کیا ہے۔ اور ان سب سے ایک بہترین مجموعہ ترتیب دیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ہم تفسیر مظہری کا منہج اور طرز اسلوب پر بحث کریں گے۔

شان نزول

امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ [1] الفوز الکبیر میں رقم طراز ہیں کہ شان نزول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی آیت کسی خاص واقعے میں نازل ہوا ہو۔ بلکہ متقدمین حضرات جس واقعے پر بھی کوئی آیت منطبق ہوتا ہو تو اس کے بارے میں کہتے ہیں "نزلت فی کذا" جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ متقدمین کے ہاں شان نزول کے معنی میں عموم ہے [2]

صاحب مظہری نے اپنے اس تفسیر میں یہ طرز اسلوب اختیار کیا ہے کہ سب سے پہلے اگر کسی آیت یا سورۃ کا شان نزول کسی حدیث سے ثابت ہو رہا ہو، تو آیت یا سورۃ کا شان نزول بیان کرتے ہیں۔ جیسے سورۃ الکھف سے پہلے کہتے ہیں" اخرج ابن جریر من طریق إسحاق عن شیخ من اهل مصر[3] عن عكرمة[4] عن ابن عباس[5] قال بعثت قريش[6] النضر بن الحارث وعقبة بن ابى معيط الى أحبار اليهود[7] بالمدينة[8] فقالوا سلوهم عن محمد وصفوا لهم صفته واخبروهم بقوله فانهم اهل الكتاب الاول وعندهم ما ليس عندنا من علم الأنبياء فخرجا حتى أتيا المدينة فسالا أحبار اليهود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ووصفا لهم امره وبعض قوله فقالوا لهم سلوه عن ثلاث فان أخبركم بهن فهو نبى مرسل وان لم يفعل فالرجل متقوّل سلوه عن فتية ذهبوا في الدهر الاول ما كان من أمرهم فانه كان لهم حديث عجيب- وسلوه عن رجل طاف مشارق الأرض ومغاربها ما كان نبأه وسلوه عن الروح ما هو فاقبلا حتى قد ما على قريش فقالا قد جئناكم بفصل ما بينكم وبين محمّد فجاءوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألوه فقال أخبركم غدا بما سالتم عنه ولم يستثن فانصرفوا ومكث رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس عشرة ليلة لا يحدث الله في ذلك وجبا ولا يأتيه جبرئيل حتى ارجف اهل مكة حتى احزن رسول الله صلى الله عليه وسلم مكث الوحى

عنه وشن عليه ما يتكلم به اهل مكة ثم جاءه جبرئيل من الله بسور اصحاب الكهف فيها معاتبته إياه على حزنه عليهم وخبر ما سالوه عنه من امر الفتية والرجل الطوّاف وقول الله تعالى ويسئلونك عن الرّوح"[9]

یہاں پر صاحب مظہری نے سورۃ الکہف کا شان نزول بیان کیا ہے، کہ یہ سورۃ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے تین سوالات کئے تھے جس کے بارے میں یہ سورۃ اتاری گئی۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون کے پہلی آیت کے بارے میں رقم طراز ہیں" اخرج الحاكم وصححه على شرط الشيخين عن ابى هريرة[10] ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا صلى رفع بصره الى السماء فنزلت.قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔الَّذِينَ هُمْ فِي صَلاتِهِمْ خاشِعُونَ۔فطأطا راسه واخرج ابن مردوية بلفظ كان يلتفت في السماء فنزلت قد افلح المؤمنون"[11]" کہ نبی کریم ﷺ نماز میں اپنے نظروں کو آسمان کے طرف اٹھاتے تھے جس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی۔

اس طرح سورۃ العنکبوت کے بارے میں لکھتے ہیں، "اخرج ابن ابى حاتم عن الشعبي[12] ان ناسا كانوا بمكة[13] قد أقروا بالإسلام فكتب إليهم اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من المدينة انه لا يقبل منكم اقرار بالإسلام حتى تهاجروا فخرجوا عامدين الى المدينة فتبعهم المشركون فردوهم فنزلت فيهم.الم أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لا يُفْتَنُونَ فكتبوا إليهم انه قد انزل فيكم كذا وكذا فقالوا نخرج فان اتبعنا أحد قاتلنا فخرجوا فاتبعهم المشركون فقاتلوهم فمنهم من قتل ومنهم من نجا فانزل الله فيهم ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هاجَرُوا مِنْ بَعْدِ ما فُتِنُوا"[14]" کہ یہ آیت مکہ میں رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

2۔ قرآت:

صاحب مظہریؒ نے اپنے تفسیر میں یہ طرز اختیار کیا ہے کہ اگر کسی لفظ میں مختلف قرآتیں ہو تو اس کو بیان کرتے ہیں۔ اور ان قراتکی اختلاف کی کوئی وجہ ہو تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ جیسے قرات ورش[15] بإلقاء حركة همزة أفلح على دال قد وحذف الهمزة[16] امام ورشؒ کی قرات قدافلح میں اس طور پر ہے کہ وہ ہمزہ کی حرکت ما قبل دال کو منتقل کرکے ھمزہ کو حذف کرکے قد فلح پڑھتے ہیں۔

قرا ابن كثير[17] هاهنا وفي المعارج لامنتهم على التوحيد والباقون بالجمع[18] ابن کثیرؒ یہاں اور سورۃ معارج دونوں جگہوں میں مفرد امانت اور باقی قراء جمع امانات پڑھتے ہیں۔

"قرا حمزة[19] والكسائي[20] صلاتهم على التوحيد والباقون على الجمع"[21] حمزہؒ اور کسائیؒ صلوۃ مفرد اور باقی قراء جمع صلوات کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

" قرأ الجمهور عظاما والعظام في الموضعين بلفظ الجمع لاختلافها في الهيئة والصلابة- وقرا أبو بكر[22] وابن عامر[23] عظما والعظم على التوحيد اكتفاء باسم الجنس عن الجمع[24] جمہور عظام کو جمع پڑھتے ہیں اس لیے کہ یہ ھیئت اور صلابت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ابو بکر اور ابن عامر اسم جنس کی وجہ سے اس کو مفرد پڑھتے ہیں۔

" قرا اهل الحجاز[25] وابو عمرو[26] سيناء بكسر السين- وابن عامر ويعقوب[27] والكوفيون بفتحها"[28] اہل حجاز اور ابو عمرو اس کو سین کے کسرہ کے ساتھ سیناء پڑھتے ہیں ابن عامر، یعقوب اور کوفیین اس کو فتح کے ساتھ سَیناء پڑھتے ہیں۔

3۔تراکیب:

اس کے بعد اگر لفظ میں ترکیبی احتمالات ہو تو اس کو بیان کرتا ہے،اگر ان تراکیب کے ضمن میں اگر معنی میں کوئی تبدیلی واقع ہو تو اس کی وضاحت کرتے ہیں۔جیسے " ود خول اللام لتقدم المفعول وضعف اسم الفاعل عن العمل يقال هذا ضارب لزيد ولا يقال ضرب لزيد[29] صاحب مظہری نے سب سے پہلے اس بات کی تصریح کی ہیں کہ لفظ زکوۃ فاعلون اس میں فاعل کی مفعول بہ مقدم ہے، اس کے بعد اس بات کی وضاحت کی ہیں کہ مفعول بہ زکوۃ پر لام کیوں داخل کیا ہے؟ تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب مظہری کہتے ہیں کہ اصل میں اسم فاعل عمل کے لحاظ سے فعل کے مقابلے میں کمزور ہے، تو یہ اپنے معمول بہ مقدم میں بلاواسطہ حرف جر کے عمل نہیں کر سکتا اس لئے اس پر لام داخل کیا، بخلاف فعل کے کہ اس کی عمل کے لئے حرف جر کی ضرورت نہیں ہوتی لہذا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ هذا ضارب لزيد لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ضرب لزيد، "وجاز ان يكون المستثنى المفرغ منصوبا على الحال والتقدير حافظون لفروجهم في جميع الأحوال الا قادرين على أزواجهم اى زوجاتهم أَوْ ما مَلَكَتْ أَيْمانُهُم[30] صاحب مظہری کہتے ہیں کہ اس آیت میں ترکیبی احتمال یہ بھی ہے کہ یہاں پر مستثنٰی مفرغ حالیت کی وجہ سے منصوب ہو اور تقدیر عبارت اس طرح ہو، کہ یہ لوگ تمام حالات میں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ماسوا اس حالت کے جب یہ اپنے بیویوں اور باندیوں پر قدرت پانے والے ہو، کیونکہ بیویاں اور باندیاں ان کے لئے حلال ہیں۔

"لهذا جواب قسم محذوف والجملة معطوفة على قوله قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ فانه كان في ذكر الايمان واصناف العبادات والطاعات وهذه الجملة لبيان استحقاقه تعالى العبادة والطاعة وسبب وجوبها- فكانه قال وقد حق لهم ان يعبدونا ويوحدونا لانّا والله لقد خلقناهم"[31] صاحب مظہری کہتے ہیں کہ ولقد خلقنا یہ جملہ قسم محذوف کی جواب ہے اور یہ جملہ اللہ تعالیٰ کے اس قول قد افلح پر عطف ہے تو گویا پہلا جملہ ایمان مختلف قسم کی عبادات وطاعات کے ذکر پر مشتمل تھا اور یہ جملہ اس بات کی بیان کے لئے لایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عبادت کے مستحق ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر یہ لازم ہے کہ یہ ہمارے توحید کے قائل ہو جائیں۔ اور ہماری عبادت کریں کیونکہ ہماری ذات کی قسم ہم نے انہیں پیدا کیا ہیں۔

"ومن للابتداء مِنْ طِينٍ من للبيان اى سلالة هو طين صفة لسلالة- اى سلالة كائنة من طين سلت من وجه الأرض وجاز ان يكون ظرفا لغوا متعلقا بمعنى سلالة لانها بمعنى مسلولة"[32] من سلالة میں جو من ہے یہ ابتدائیہ ہے۔ اور من طین میں جو من ہے اس میں مؤلف کے بقول دو احتمالات ہیں ایک، من بیان کے لئے ہو تو ایت کا مطلب یہ ہو گا کہ آدم علیہ السلام کو ایک ایسی خلاصہ سے بنایا گیا جو وہ مٹی تھی کیونکہ یہ خلاصہ زمین سے حاصل کیا گیا تھا۔ اور باقی انسانوں کو مٹی سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے، کہ سارے انسان اس نفطے سے پیدا کی جاتی ہے جو ان غذاؤں سے وجود میں آتی ہیں جو زمین سے حاصل کی جاتی ہیں۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ من ابتدائیہ ہو اور یہ ظرف لغو ہو کر سلالۃ کے معنی کے ساتھ متعلق ہو کیونکہ مسلولة کے معنی میں ہے تو آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ آدمؑ کو ابتداء مٹی سے بنایا گیا تھا۔

"ولحما منصوب بنزع الخافض اى كسونا العظام بلحم او هو مفعول ثان لكسونا لتضمنه معنى أعطينا يقال كسوت زيدا حلة اى أعطيته إياها"[33] مؤلف لحما میں دو ترکیبی احتمالات ذکر کر رہے ہیں پہلا، کسونا عام افعال میں سے ہو اور یہ ایک مفعول کا تقاضہ کرے تو اس صورت میں لحماً نزع خافض کی وجہ سے منصوب ہو گا اصل میں بلحمٍ تھا ب کو حذف کر دیا اور لحماً کو منصوب کر دیا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ لحماً کسونا کا مفعول ثانی ہو کیونکہ کسونا اعطینا کے معنی کو متضمن ہے اور اعطینا دو مفعول کا تقاضہ کرتا ہے۔ جیسے عرب کہتے ہیں کسوت زیداً حلةً اى اعطيتها اياه ۔ کہ میں نے زید کو ایک جوڑا عطا کیا۔

4۔ علم لغت، علم بلاغت اور علم تصوف کے مسائل

اسی طرح اگر لفظ لغوی تحقیق کے محتاج ہو یا علم بلاغت کا مسئلہ ہو یا آیت میں تصوف کے کسی مسئلے کی طرف اشارہ کیا گیا ہو تو اس کے بھی وضاحت کرتے ہیں" قال البیضاوي هو ابلغ من الذين لا يلهون بوجوه جعل الجملة اسمية وبناء الحكم على الضمير والتعبير عنه بالاسم وتقديم الصلة عليه واقامة الاعراض مقام الترك ليدل على بعدهم عنه رأسا مباشرة وتسبيبا وميلا وحضورا"(34) بیضاویؒ کہتے ہیں کہ والذين هم عن اللغومعرضون یہ جملہ اسمیہ اس جملہ فعلیہ الذين لا يلهون سے کئی وجوہ سے زیادہ بلیغ ہے۔ کیونکہ سب سے پہلے تو یہ جملہ اسمیہ ہے جو دوام اور استمرار پر دلالت کرتی ہے اس کے ساتھ حکم کو ھم ضمیر پر لگایا گیا ہے اور اس حکم سے تعبیر اسم معرضون کے ذریعے کیا گیا ہے، پھر اس صلہ عن کو اس پر مقدم کیا گیا ہے، اور ترک کے جگہ اعراض لایا گیا ہے تاکہ یہ ساری باتیں اس بات پر دلالت کرے کہ یہ لوگ لغو سے بالکل دور ہیں نہ اس سبب بنتے ہیں نہ اس کی طرف میلان کرتے ہیں اور نہ اس کو حاضر ہوتے ہیں۔

"عند انقضاء اجالكم اى لصائرون الى الموت لا محالة ولذلك ذكر صيغة النعت الّذي هو للثبوت دون اسم الفاعل وهذه الجملة مع ما عطف عليه معطوف على ولقد خلقنا الإنسان الى اخر الآيات وفيه التفات من الغيبة الى الخطاب وانما أكد الجملة بانّ واللام لكون الناس مصرين على ارتكاب المعاصي وذلك دليل على انكارهم الموت والبعث فنزلوا منزلة المنكرين لهما"(35)

یعنی تم ضرور موت کی طرف جانے والے ہو اور یہ موت کی طرف جانا ضروری ہے۔ اس وجہ سے صفت مشبہہ کا صیغہ میتون ذکر کیا جو دوام اور ثبوت پر دلالت کرنی والی ہے اور اسم فاعل کا صیغہ مائتون ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ حدوث پر دلالت کرتی ہیں اور اس میں غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہے جملہ کو ان اور لام کے ساتھ مؤکد کیا گیا ہے کیونکہ لوگ گناہوں پر اصرار کرنے والے ہیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لوگ موت اور بعث کے منکر ہیں تو ان کو منکر مان کر جملہ لایا گیا ہے۔

"وهذا القصر قصر قلب فان من يدعى الرسالة كانه منكر لكونه بشرا ومدع لكونه ملكا على زعمهم الفاسد فقالوا على قلب دعواه ليس هذا ملكا وليس هذا شيئا الّا بشرا- ومبنى هذا القصر على انهم أنكروا ان يكون البشر لله رسولا مع ما ادعوا ان يكون الحجر له تعالى شريكا قاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُون"(36) اس کلام میں علم بلاغت کی اصطلاح قصر قلب استعمال کی گئی ہیں کیونکہ مشرکین کے غلط عقیدے کے مطابق جو شخص بھی مدعی نبوت ہو وہ بشریت کا منکر اور فرشتہ ہونے کا مدعی ہے تو انہوں نے پیغمبر کے دعویٰ کے برخلاف بات کہی کہ یہ تو فرشتہ نہیں یہ تو صرف ایک

انسان ہے، اور اس قصر کی بنیاد اس بات پر تھی کہ وہ اس بات کے منکر تھے کہ کوئی بشر اللہ کا رسول ہو سکتا ہے، باوجود یہ کہ وہ اس بات کی مدعی تھے کہ پتھر اللہ کے شریک ہو سکتے ہیں، اللہ ان کو ہلاک کریں یہ کس طرف پھیرے جارہے ہیں۔

"ومنع صرفه للتعريف والعجمة او التأنيث على تأويل البقعة والعجمة لا للالف لانه فيعال كديماس من السناء بمعنى الرفعة او بالقصر بمعنى النور او ملحق بفعلال إذ لا فعلاء بألف التأنيث هذا على قراءة اهل الحجاز واما على قراءة الكوفيين فهو فيعال ككيسان اوفعلاءكصحراء فالالف للتأنيث لافعلال إذ ليس في كلامهم"(37)

سینا میں دو قرآتیں ہیں اہل حجاز کسرہ سین کے ساتھ سینا پڑھتے ہیں اور کوفین فتحہ سین کے ساتھ سَینا پڑھتے ہیں۔ تو اہل حجاز کے قرات کے مطابق یہ تعریف اور عجمہ یا عجمہ اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ کیونکہ کہ یہ بقعۃ کے معنی میں ہے اور وہ مؤنث ہے۔ الف ممدودہ کی وجہ سے غیر منصرف نہیں ہے کیونکہ یہ سناء بمعنی بلندی یا سنیٰ بمعنی نور فیعال وزن ہے جیسے دیماس یعنی اس الف اصلی سے تانیث کے لئے نہیں ہے۔ یا فعلال کے وزن کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے کیونکہ کلام عربی میں فعلاء وزن الف تانیث کے ساتھ نہیں آتا۔ کوفین کے قراتکے مطابق یہ فیَعال وزن ہے جیسے کیَسان یا یہ فعلاء وزن ہے جیسے صحراء لیکن یہ فَعلال وزن نہیں ہے کیونکہ کلام عربی میں فَعلال وزن نہیں ہے۔

"لعله ذكر بالواو لان كلامهم لم يتصل بكلام الرسول بخلاف كلام قوم نوح(38) وحيث استأنف الله به ذكر مقال قوم هود(39) في الأعراف وهود بغير واو بالاستيناف كانّه جواب سوال مقدر كانّه، قيل فما قال قومه في جوابه وذكر هاهنا بالواو عطفا لما قالوه على ما قال الرسول على معنى انه اجتمع في الحصول هذا الحق مع هذا الباطل وليس متصلا بكلام النبي جوابا له- وذكر في قصة نوح بالفاء لانه جواب لقوله واقع عقيبه"(40)

نوح علیہ السلام کے واقعہ میں فقال الملاء فاء کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہاں وقال الملاء واو کے ساتھ ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فاء تعقیب مع الوصل کے لئے آتی ہے، تو سرداران قوم کی گفتگو نوح علیہ السلام کے قول کے جواب میں متصلاً واقع تھے اس وجہ سے فاء ذکر کیا اور یہاں پر اتصال نہیں ہے، اس وجہ سے واو ذکر کیا۔

سورہ ہود اور اعراف میں بغیر واو اور فاء کے ذکر کیا ہے کیونکہ وہ جملہ مستانفہ ہو کر سوال مقدر کے جواب میں واقع ہے گویا یہ کہا گیا کہ سرداران قوم نے کیا کہا، اور یہاں پر واو کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ یہ

ہے کہ ان لوگوں کے گفتگو پیغمبر کے گفتگو پر عطف کی گئی ہے اس معنی میں کہ نفس حصول میں یہ حق یہ اس باطل کے ساتھ جمع تھا اور کلام نبی کے ساتھ متصل اور اس کے جواب میں نہیں آیا تھا۔

"قلت ویمکن ان یکون المراد بقوله تعالی ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقاً آخَرَ الولادة الثانية الّتي یکون للفقراء بالفناء والانخلاع من الصفات الهيمية والسبعية والبشرية الى الصفات الملكية والارتقاء منها الى الصفات الرحمانية والبقاء بذات الله تعالى او بصفاته القدسية وهذا التأويل أليق بالعطف بكلمة ثم"[41] یہاں پر صاحب مظہریؒ علم تصوف کے ایک مسئلے کی طرف اشارہ کیا ہے، کہ خلق آخر سے مراد یہ ہے کہ انسان بہیمی اور سبعی صفات سے نکل کر ملکوتی صفات کے طرف آجائے اور وہاں سے رحمانی صفات کے ساتھ متصف ہو کر انسانیت کے اعلیٰ معیار پر پہنچ جائے۔

5۔ آیت کے معنی اور مفہوم کے وضاحت:

اس کے بعد آیت کا معنی اور مفہوم متعین کرتا ہے، کہ آیت کا مطلب اور مفہوم یہ ہے اور اس بات کی وضاحت کے لئے احادیث اور مختلف مفسرین کے اقوال سے مدد لئے ہیں۔"والخاشعون قال ابن عباس هم المخبتون أذلاء وقال الحسن[42] خائفون وقال مقاتل[43] متواضعون وقال مجاهد[44] هو غض البصر وخفض الصوت وعن على كرم الله وجهه[45] هو ان لا يلتفت يمينا ولا شمالا وقال سعيد بن جبير[46] لا يعرف من على يمينه ولا من على شماله ولا يلتفت من الخشوع لله تعالى وقال عمرو بن دينار[47] هو السكون وحسن الهيئة وقال جماعة هو ان لا ترفع بصرك عن موضع سجودك وقال عطاء[48] هو ان لا تعبث بشيء من جسدك في الصلاة- وقيل الخشوع في الصلاة هو جمع الهمة لها والاعراض عما سواه والتدبر فيما يجرى على لسانه من القراءة والذكر- وان لا يجاوز مصلاه ولا يلتفت ولا يغيب ولا يميل ولا يفرقع أصابعه ولا يقلّب الحصى ولا يفعل شيئا مما يكره في الصّلوة وعن ابى الدرداء[49] هو اخلاص المقال وإعظام المقام واليقين التام وجمع الاهتمام"[50]

یہاں پر صاحب مظہریؒ نے خشوع کی تعریف میں مختلف مفسرین کے اقوال پیش کی ہے۔

"عن ابى ذر رضى الله تعالىٰ عنه[51] عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يزال الله عزّ وجلّ مقبلا على العبد ما كان في صلاته ما لم يلتفت فاذا التفت اعرض عنه عن عائشة[52] قالت سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الالتفات في الصلاة قال هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلوة العبد وعن انس بن مالك رضى الله عنه[53] قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ما بال أقوام يرفعون أبصارهم الى السماء في صلاتهم فاشتد قوله في ذلك حتى قال لينتهين عن ذلك او ليتخطفن أبصارهم- عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لينتهين أقوام عن رفعهم

أبصارهم عند الدعاء في الصلاة الى السماء او ليختطفن أبصارهم وعن جابر بن سمرة(54) بلفظ لينتهين أقوام يرفعون أبصارهم الى السماء في الصلاة او لا يرجع إليهم أبصارهم رواه احمد ومسلم وابو داود وابن ماجة وعن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم راى رجلا يعبث بلحيته في الصّلوة فقال لو خشع قلب هذا لخشعت جوارحه رواه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول بسند ضعيف وعن ابى الأحوص(55) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا قام أحدكم الى الصلاة فلا يمسح الحصى فان الرحمة تواجهه عن ابى ذر رضى الله عنه وعن انس رضى الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له يا انس اجعل بصرك حيث تسجد- رواه البيهقي في سننه الكبير وعنه قال قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بنى إياك والالتفات في الصّلوة فان الالتفات في الصّلوة هلكة فان كان لا بد ففى التطوع لا في الفريضة"(56) یہاں پر صاحب مظہری نے خشوع کی وضاحت مختلف احادیث سے کی ہیں۔

"والذين هم عَنِ اللَّغْوِ قال عطاءؒ عن ابن عباس رضى الله تعالٰى عنه عن الشرك وقال الحسنؒ عن المعاصي قلت والاولى أن يقال عما لا يفيدهم في الاخرة كلاماكان او غيره ولا يحمد عليه من قول او فعل مُعْرِضُونَ فضلا عن ارتكابهم ما يضرهم من الشرك والمعاصي وقيل هو معارضة الكفار بالشتم والسبّ قال الله تعالى وَإِذا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِراماً اى إذا سمعوا الكلام القبيح أكرموا أنفسهم عن الدخول فيه"(57)

یہاں پر لغو کی وضاحت میں صاحب مظہریؒ نے مختلف مفسرین کے اقوال پیش کی ہیں۔

"اختلفوا في معناه وفي سينين قال مجاهد معناه البركة اى من جبل مبارك وقال قتادة(58) والضحاك(59) وعكرمة معناه الحسن اى جبل حسن قال الضحاك هو بالنبطية وقال عكرمة بالحبشية وقال الكلبى(60) معناه ذو شجر قيل هو بالسريانية الملتف بالأشجار وقال مقاتل كل جبل فيه أشجار مثمرة فهو سيناء وسينين بلغة النبط وقال مجاهد سيناء اسم حجارة بعينها أضيف إليها الجبل لوجودها عنده- وقال عكرمة هو اسم المكان الّذي به هذا الجبل"(61)

لفظ سیناء کے وضاحت کے لئے یہاں پر صاحب مظہریؒ نے مختلف مفسرین کے اقوال سے مدد لی ہیں۔

"و قلوبهم خائفة من ان مرجعهم الى الله وهو يعلم ما يخفى قال الحسن عملوا لله بالطاعات واجتهدوا فيها وخافوا ان ترد عليهم عن عائشة قالت سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن هذه الاية وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ ما آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ الذين يشربون الخمر ويسرقون قال لا يا ابنة الصديق ولكنهم الذين يصومون ويصلّون ويتصدقون وهم يخافون ان لا تقبل منهم أولئك الّذين يسارعون في الخيرات انها قالت قلت يا رسول الله

والّذين يؤتون ما أتوا وقلوبهم وجلة اهو الّذي يزنى ويشرب الخمر ويسرق قال لا يا ابنة الصديق ولكنه الرجل يقوم ويتصدق ويخاف ان لا يقبل منه"[62]

صاحب مظہریؒ نے وقلوبهم وجلة کے وضاحت کے لئے احادیث سے مدد لی ہیں۔

6۔ علم کلام اور علم فقہ کی مسائل:

صاحب مظہریؒ جب کسی آیت میں کوئی علم کلام یا فقہ کا کوئی مسئلہ ہو تو اس کے بھی وضاحت کرتے ہیں۔ اور فقہ کے مسائل میں فقہاء کا جو اختلاف ہو اس کو بھی واضح کرتے ہیں۔ فقہ کے اکثر مسائل ان فقہاء کے مسلک کی معتبر کتابوں سے لی ہیں۔ اوران اقوال کو بیان کیا ہے جو ان فقہاء حضرات کے معتبر کتابوں میں موجود ہو۔

مثلاً فقہ حنفیؒ کے لئے ان کے معتبر کتابوں المبسوط للسرخسیؒ، محمد بن احمد شمس الائمۃ السرخسی (م483ھ)[63] السیر الصغیر، محمد بن حسن الشیبانی (م789ھ)[64] الدر المختار، علاؤالدین الحصکفی (م1088ھ)[65] سے مسائل لئے ہیں۔

فقہ شافعی میں کتاب الام، للامام الشافعیؒ، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ (م204ھ)[66] الحاوی الکبیر، علی بن محمد الماوردی (م450ھ)[67] اور اس جیسے دوسرے معتبر کتابوں کی طرف رجوع کیا ہے۔

فقہ مالکی کے مسائل المدونہ، مالک بن انس (م179ھ)[68] الجامع لمسائل المدونہ، ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن یونس (451ھ)[69] اور اس جیسے دوسرے معتبر کتابوں سے لیے ہیں۔

فقہ حنبلی کے مسائل درجہ ذیل کتابوں سے مستنبط کیا ہے۔ شرح العمدۃ، لابن تیمیہؒ (م728ھ)[70] الارشاد الی سبیل الرشاد، محمد بن احمد البغدادی (م428ھ)[71] نیل المآرب، عبد القادر بن عمر بن عبد القادر (م1135ھ)[72] المغنی لابن القدامۃ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ (620ھ)[73]

صاحب مظہریؒ مسلک کے اعتبار سے فقہ حنفی سے تعلق رکھتے ہیں، اس وجہ سے دوسرے فقہاء کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد احناف کے دلائل بھی پیش کرتے ہیں، جیسے سورۃ الانبیاء میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعے میں جانوروں کے ضمان کے مسئلہ کو بیان کرتے ہیں: "قال البيضاوي والاول يعنى فتوى داؤد نظير قول ابى حنيفة[74] في العبد الجاني والثاني مثل قول الشافعي بعزم الحيلولة للعبد المغضوب إذ ابق قلت غير ان أبا حنيفة يقول في العبد الجاني ان مالكه بالخيار ان شاء دفع العبد وان شاء فدى للجناية قال الجصاص[75] انما ضموها لانهم أرسلوها وقيل هذا الحكم نسخ في الإسلام والحكم في الإسلام عند مالك والشافعي واحمد [76]ان أتلفته المواشي المنفلتة ليلا فعلى صاحب الماشية ضمانه يعنى قيمة ما أتلفته قلت لعل قيمة الزرع الّتي أفسدتها الغنم في عهد

داود بلغت قيمة الزرع حتى امر داود بدفعها والله اعلم واما ما أفسدته الماشية المنفلتة بالنهار فلا ضمان على ربها لان في عرف الناسان اصحاب الزرع يحفظونها بالنهار والمواشي تسرح في النهار وترد بالليل الى المراح وعند ابى حنيفة لا ضمان فيما أتلفته المواشي المنفلتة ليلا كان او نهار القوله صلى الله عليه وسلم العجماء جرحها جبار رواه الشيخان في الصحيحين ابى هريرة قال صاحب الهداية قال محمد المراد بالعجماء هى المنفلتة[77] واحتج الائمة الثلاثة بحديث حرام بن سعد بن محيصة[78] ان ناقة للبراء بن عازب وخلت حائطا فافسدته فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان على اهل الحوائط حفظها بالنهار وان ما أفسدته المواشي بالليل فهو ضامن على أهلها رواه مالك في الموطإ والشافعي عنه"[79]

سورۃ المؤمنون میں فتبارک الله احسن الخلقين کے تحت میں علم کلام کا مسئلہ کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے یا نہیں اس کی وضاحت کی ہیں: "واحتجت المعتزلة[80] بهذه الاية على ان العباد خالقون لافعالهم الاختياريّة حتى يتحقق التفضيل وقد دلت البراهين العقليّة والادلة الشرعيّة على أن الافعال الاختياريّة للعباد مخلوقة لله تعالى حيث قال الله تعالى خَلَقَكُمْ وَما تَعْمَلُونَ ولان الممكن الّذي لا يقتضى ذاته وجوده لا يتصور ان يقتضى ذاته وجود غيره وعليه انعقد اجماع الصحابة ومن بعدهم من علماء النصيحة فالجواب عن استدلال المعتزلة انا لا ننكر ان للعباد في أفعالهم الاختياريّة نوعا من الارادة والاختيار وذلك الارادة والاختيار مناط التكليف ومنشأ الثواب والعقاب وموجب لاسناد الافعال إليهم ونسمّيه بالكسب لكن ذلك الارادة والاختيار غير كافية لايجاد معدوم أصلا جوهرا كان او عرضا وانما الإيجاد بقدرة الله الكاملة وإرادته واختياره وتعلق قدرته وإرادته واختياره بمخلوق نسمّيه خلقا وذلك كاف لايجاد كل معدوم- غير ان الله سبحانه اقتضت حكمته (وان خفيت علينا) ان يجعل لكسب العبد ايضا مدخلا في بعض أفعالهم فنزاعنا مع المعتزلة في المعنى فانهم يقولون ان قدرة العبد وإرادته كاف لايجاد المعدوم ونحن لا نقول به ولا نزاع لنا في جواز اطلاق لفظ الخلق على كسب العبد فانه نزاع لفظى"[81]

اسی طرح سورۃ النور میں لعان کے مسئلے کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: "وإذا قال الزوج ليس حملك منى فلا لعان عند ابى حنيفة وزفر واحمد لعدم تيقن الحمل عند نفيه فلم يصر قاذفا وقال مالك والشافعي يلاعن لنفى الحمل وقال ابو يوسف[82] ومحمد إذا جاءت بالولد لاقل من ستة أشهر وجب اللعان"[83]

7۔ تفسیر مظہری میں موجود تسامحات

صاحب مظہریؒ نے درجہ بالا طرز اختیار کر کے ایک بہترین تفسیر لکھی ہیں، لیکن جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "خلق الانسان ضعیفا"(84) تو اس بناء پر اس تفسیر میں چند تسامحات بھی پائے جاتے ہیں جن کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

1) صاحب مظہری کی تفسیر میں سب سے پہلی تسامح جو قاری کے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جب صاحب مظہری کسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں اور اس کے ضمن میں مختلف مفسرین کے اقوال یا احادیث ذکر کرتے ہیں۔ تو ان کا جو راوی ہوتا ہے ان کا پورا تفصیل بیان نہیں کرتے، بلکہ بسا اوقات اس راوی کا مختصر سا نام ذکر کر کے آگے اس کا قول بیان کرتے ہیں جس سے قاری کے ذہن میں ایک خلجان پیدا ہوتا ہے کہ اس راوی سے کون مراد ہے؟ جیسے لفظ خاشعون کے تشریح کرتے ہوئے صاحب مظہری کہتے ہیں، وقال" الحسن الخاشعون خائفون"وقال سعيد"لايعرف من على ينمينه " وقال عطاء "هوان لاتعبث بشئ من جسدک"سورۃ الانبیاء میں کطی السجل کے تفسیر میں کہتے ہیں و قال السدی (85)"ان السجل ملک يكتب اعمال العباد"(86) یہاں پر دوسرے تفاسیر کی طرف رجوع کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں پر حسن سے حسن بصری، سعید سے سعید بن جبیر، عطاء سے عطاء بن سیار اور سدی سے السدی الکبیر مراد ہیں۔

2) دوسری بڑی خامی جو اس تفسیر میں پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ صاحب مظہری بسا اوقات دوسرے تفاسیر کے عبارات کو بعینہ ان کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں بلکہ ایسا لگتا ہے کہ یہ تفسیر دوسرے تفاسیر سے ہو بہو نقل ہے۔ لیکن صاحب مظہری اس بات کی وضاحت نہیں کرتے کہ یہ عبارت دوسرے تفاسیر سے لئے گئی ہیں۔ حالانکہ علمی حلقوں میں اس کام کو علمی سرقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسے اس تفسیر کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کا بہت سارا مواد تفسیر طبری اور تفسیر بغوی سے لیا گیا ہے۔ مشت از نمونہ خروار درجہ ذیل میں چند اقتباسات پیش خدمت ہے۔

"والخاشعون قال ابن عباس هم المخبتون أذلاء وقال الحسن خائفون وقال مقاتل متواضعون وقال مجاهد هو غض البصر وخفض الصوت وعن على كرم الله وجهه هو ان لا يلتفت يمينا ولا شمالا وقال سعيد لا يعرف من على يمينه ولا من على شماله ولا يلتفت من الخشوع لله تعالى وقال عمرو بن دينار هو السكون وحسن الهيئة وقال جماعة هو ان لا ترفع بصرك عن موضع سجودك وقال عطاء هو ان لا تعبث بشيء من جسدك في الصلاة"(87)

یہ ساری عبارت تفسیر بغوی سے نقل کی ہے۔

اسی طرح ربوہ کی تفسیر میں جو مختلف اقوال نقل کی گئی ہیں یہ تمام اقوال تفسیر بغوی کے ہیں۔

"وَآوَيْناهُما إِلى رَبْوَةٍ ای مكان مرتفع من الأرض قال عبد الله بن سلام [88]هی دمشق [89] وهو قول سعيد بن المسيب [90] ومقاتل وقال الضحاك غوطة [91] دمشق وقال ابو هريرة هى الرملة [92]وقال عطاء عن ابن عباس هی بيت المقدس [93] وهو قول قتادة وكعب وقال كعب [94]هی اقرب الأرض الى السماء بثمانية عشر ميلا وقال ابن زيد هی مصر والسدی هی ارض فلسطين"[95]

اسی طرح سورۃ المؤمنون میں یاایھاالرسل کے ضمن میں جو اس بات کی وضاحت کی ہیں کہ رسول کے لئے جمع کا صیغہ کیوں لایا ہے؟

تو یہ عبارت تفسیر طبری سے لیا گیا ہے۔

"وتقدير الكلام وقلنا لهم يا ايها الرسل كلوا الى آخره فهو حكاية عما خوطب به الأنبياء كل نبی في زمانه لا على انهم خوطبوا به دفعة- وقال الحسن ومجاهد وقتادة والسّدى والكلبي وجماعة خوطب به محمّد صلى الله عليه وسلم وحده على مذهب العرب في مخاطبة الواحد بلفظ الجمع- قلت ومبنى ذلك على التعظيم وفيه اشارة الى فضله او لقيامه مقام جماعة فانه أرسل الى الناس كافة- وجاز ان يكون المراد به النبي صلى الله عليه وسلم وعلماء أمته فانهم برازخ بين الرسول وأمته كما ان الرسول برزخ بينهم وبين الله تعالى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العلماء ورثة الأنبياء وقيل خوطب به عيسى عليه السّلام عند ايوائه وامه الى الربوة فذكر لهما ما خوطب به الأنبياء كل نبی في زمانه ليقتد يا بالرسل في تناول ما رزقا ويقتضيه سياق القصة"[96]

3) اس تفسیر میں انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات میں صاحب مظہری بسا اوقات اسرائیلی بے سروپا روایات نقل کرتے ہیں اور کبھی تو واقعہ کو ان اسرائیلی روایات کی وجہ سے اتنا لمبا کرتے ہیں کہ قاری سے اصل مسئلہ بھول ہو کر اسرائیلی روایات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور ان واقعات کے تفصیل میں کبھی ان باتوں کو بھی بیان کرتے ہیں جو انبیاء کے شان کے مناسب نہیں ہوتے۔ ان اسرائیلی روایات کی تفصیل کے لئے سورۃ الانبیاء میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعات کو دیکھنے سے اس کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اس بناء پر تفسیر ابن کثیر نے ان واقعات پر تفصیلاً رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کسی نبی کے شان کے ساتھ یہ واقعات مناسب نہیں ہے۔

"قال وهب ذكر لی ان منزلا بناحية دجلة مكتوب فيه كتبته بعض صحابة سليمان اما من الجن واما من الانس نحن نزلناه وما بنيناه ومبنيا وجدناه غدونا من إصطخر فقلناه ونحن رائحون منه إنشاء الله فبايتون بالشام وقال مقاتل نسجت الشياطين لسليمان بساطا فرسخا في فرسخ ذهبا في إبريسم وكان يوضع له منبر من ذهب في وسط البساط فيقعد عليه وحوله ثلثة آلاف كرسى من ذهب وفضة يقعد الأنبياء على كراسى الذهب والعلماء على كراسى الفضة وحولهم الناس وحول الناس الجن والشياطين وتظله الطير بأجنحتها حتى لا يقع عليه الشمس وترفع ريح الصبا البساط مسيرة شهر من الصباح الى الرواح ومن الرواح الى الصباح وعن سعيد بن جبير كان يوضع لسليمان ستمائة الف كرسى يجلس الانس فيما يليه ثم يليهم الجن ثم يظلهم الطير ثم تحملهم الريح قال الحسن لما شغلت الخيل نبى الله سليمان عليه السّلام حين فاتته صلوة العصر غضب لله فعقر الخيل فابدله الله مكانها خيرا منها والسرع الريح تجرى بامره كيف يشاء فكان يغدو من ايليا فيقيل بإصطخر ثم يروح منها فيكون رواحها ببابل وقال ابن زيد كان له مركب من خشب وكان فيه الف ركن في كل ركن الف بيت يركب معه فيه الانس والجن تحت كل ركن الف شيطان يرفعون ذلك المركب وإذا ارتفع أتت الريح الرخاء فسارت به وبهم يقيل عند قوم بينه وبينهم شهر ويمسى عند قوم بينه وبينهم شهر ولا يدرى القوم الا وقد أظلهم معه الجيوش وروى ان سليمان عليه السّلام سار من اهل العراق غاديا فقال بمرد وصلى العصر بمدينة بلخ تحمله وجنوره الريح ويظلهم الطير ثم سار من مدينة بلخ متخللا بلاد الترك ثم جاء الى ارض الصين يغدو على مسيرة شهر ويروح على مثل ذلك ثم عطف جيشه على مطلع الشمس على ساحل البحر حتى اتى ارض قندهار او خرج منها الى مكران وكرمان ثم جاوزها حتى اتى ارض فارس فنزلها أياما وغدا منها فقال بكسكر ثم راح الى الشام وكان مستقره بمدينة تدمر وكان امر الشياطين قبل شخوصه من الشام الى العراق فبنوا لها بالصفاح والعمد والرخام الأبيض والأصفر وفي ذلك يقول النابغة"۔

{ الا سليمان إذ قال المليك له قم في البريّة فاجددها عن العند}

{وحيش الجن انى قد أذنت لهم ينبون تدمر بالصفاح والعمد}(97)

ایوب علیہ السلام کے واقعہ کی تفصیلات اس انداز سے بیان کرتے ہیں:

"فنفخ في منخره نفخة اشتعل منها جميع جسده فخرج من قرنه الى قدمه ثاليل مثل أكباد الغنم وقعت فيه حكة محك باظفار حتى سقطت كلها ثم حك بالمسوح الخشنة حتى قطعها ثم حكها بالفخار والحجارة الخشنة ثم لا يزال يحكها حتى نغل لحمه وتقطع وتغير وأنتن فاخرجه اهل القرية فجعلوه على كناسة"(98)

نتیجہ البحث: ان چند تسامحات سے قطع نظر تفسیر مظہری عربی زبان کے ایک بہترین تفسیر ہے جس میں قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ نے تفسیر سے متعلق تمام علوم کو تقریباً جمع کر کے قارئین اور محبین قرآن کو ایک بہترین اور اعلیٰ گلدستہ پیش کیا ہے۔ رب کریم سے امید واثق ہے کہ ان کی اس کاوش کو اللہ تعالیٰ قبول کر کے ان کے لئے توشہ آخرت بنایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کر ان کے قبر پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائیں اور ہمیں ان کے تفسیر سے کماحقہ استفادہ حاصل کرنے کی سعادت نصیب فرمائیں۔ اور ہمارے اس حقیر کوشش کو اپنے بارگاہ میں قبول فرمائیں۔

حواشی

1 شاہ ولی اللہ: آپ کا نام شاہ ولی اللہ بن شاہ عبد الرحیم بن وجیہہ الدین ہے۔ 4 شوال 1114ھ بمطابق 21 فروری 1703ء کو اپنی ننھیالی قصبے پھلت ضلع مظفر نگر ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ 7 سال کی عمر قران حفظ کی اور پندرہ سال کی عمر میں علوم دینیہ سے فراغت حاصل کی۔ 1731ء میں حج کے لیے تشریف لے گیے وہاں پر شیخ طاہر مدنی سے علم حدیث حاصل کی۔ وطن واپس آکر مسلمانوں کی دینی دنیاوی اور سیاسی خدمت میں مصروف ہوگیے۔ سب سے بڑا کارنامہ قران مجید کا فارسی میں ترجمہ ہے۔ 27 محرم الحرام 1176ھ بمطابق 1762ء میں دھلی میں وفات پائے۔ (تذکرۃ المصنفین، اختر راہی۔ الناشر مکتبہ رحمانیہ لاھور پاکستان 1/ 264)

2 الفوز الکبیر، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، الناشر مکتبہ رشیدیہ، 1/ 10

3 مصر: مصر کو مصر بن مصرایم بن حام بن نوح کی وجہ سے مصر کہا جاتا ہے۔ اس کو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا، یونانی زبان میں اس کا نام مقدونیہ تھا، یہ بغداد سے 570 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا تعلق بھی اس شہر سے ہے، آجکل یہ براعظم افریقہ میں واقع عرب کے ایک آزاد اور خود مختار ملک ہے۔ (معجم البلدان: عبد اللہ الحموی (م 626ھ) الناشر دار الصادر بیروت 1995، 5/ 137)

4 حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان کا نام عکرمہ بن ابی جہل ہے، کنیت ابو عثمان ہے۔ انہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام لایا۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سب کو امان دیا تھا۔ لیکن چند لوگوں کو واجب القتل قرار دیا تھا جن میں ان کا نام بھی شامل تھا، آپ مکہ سے بھاگ گئے تھے۔ پھر ان کی بیوی ان کے لئے امان لے کر آئی اور ان کو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر کروا کر مشرف باسلام کروالیا۔ اہل ردت کے ساتھ لڑائیوں میں پیش پیش رہے۔ روایات اکثری طور پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ شام میں اجنادین کے مقام پر 62 سال کے عمر میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء واللغات، امام نوویؒ، الناشر دار الفکر بیروت 1، 1996/ 311)

5 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: ان کے والد کا نام عباس بن عبد المطلب ہے، ماں کا نام لبابہ بنت الحارث ہے، نبی کریم ﷺ کے چچازاد ہے، ہجرت سے تین سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئے۔ نبی ﷺ کے وفات کے بعد جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی، تفسیر میں مہارت حاصل کرنے کی بناء پر "ترجمان القرآن" کے نام سے مشہور ہے، اپنے وسعت علمی کی وجہ سے "حبر ھذہ الامۃ" کی لقب سے یاد کیا جاتا ہے

۔مفسرین علماء اور صلحاء میں سے ہیں قرآن وحدیث کے علوم کے علاوہ علوم عربیہ اور اشعار عرب میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے۔ سن 68ھ میں طائف میں وفات پائی۔(اسد الغابۃ، محمد بن عبد الکریم ابن الاثیر (م430ھ) الناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت 1994ء2/291)

6 قریش: یہ نضر بن کنانہ کے اولاد ہیں، نضر کی ماں کا نام برہ بنت مر بز بن طانجہ ہے، قریش کے اصل کے بارے میں دو قول ہیں، ابن ہشام کی رائی میں ان کا اصل اور دادا نضر ہے، جبکہ دوسرے حضرات کی رائی میں ان کا اصل فہر بن مالک ہے۔ قریش کا اشتقاق تقرش سے ہے اور اس کا معنی ہے تفریق کے بعد جمع ہونا اور یہ بات قصی بن کلاب کے زمانے میں پائی گئی تھی کہ انہوں نے اس متفرق قریش کو حرم میں جمع کیا، یا قریش تقرش بمعنی کسب تجارت کی ہے۔ یہ حضرات اہل تجارت تھے۔ یا تقرش بمعنی تفتیش کے ہے کیونکہ نضر بن کنانہ لوگوں کی حاجات کا تفتیش کرتا تھا۔ اور ان حاجات کو پورا کرتا۔ ان کے بعد اس کے اولاد قریش بھی موسم حج میں حاجیوں کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کو قرشی یا قریشی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث کرکے ان کی شرافت اور نجابت پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ اسی طرح خلافت اور تولیت بیت اللہ کے بھی یہی حقدار ٹھہرائے۔(البدایہ والنہایہ، اسماعیل بن کثیر الناشر دار احیاء التراث بیروت، 3/219)

7 یہود: یہاد الرجل سے مآخوذ ہے، بمعنی رجع وتاب ان کا یہ نام موسیٰ علیہ السلام کے اس قول سے پڑ گیا۔(انّا ہُدْنَا اِلَیْکَ) یا یہ یہود ابن یعقوب کے نسبت سے یہود کہلاتے ہیں۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے امت ہے، اور ان کا کتاب تورات ہے، یہ پہلے مکمل اسمانی کتاب ہے یہودیوں کے بنیادی عقائد میں سے یہ بات ہے کہ شریعت کی ابتداء موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اور ان پر اس کی انتہاء بھی ہے، لہذا نہ اس سے پہلے کوئی شریعت تھی اور نہ بعد میں ہے، لہذا یہ لوگ نسخ کے قائل نہیں ہیں اسی طرح یہ لوگ یہودیت کو ایک موروثی دین مانتے ہیں جس میں کوئی غیر داخل نہیں ہوسکتا، ان لوگوں کی دین کی بنیاد تین باتوں پر ہیں، نسخ، تشبیہ اور تقدیر۔ یہ لوگ یوم السبت یعنی ہفتے کے دن کو مبرک اور بابرکت سمجھتے ہیں۔(الملل والنحل ابو الفتح محمد بن عبد الکریم (م548ھ) الناشر مؤسسۃ الحلبی بیروت: 2/26)۔

8 مدینہ: مدینہ کی تقریبا 29 نام ذکر کی گئی ہیں۔ ھجرت سے پہلے یہ یثرب کہلاتی تھی، نبی کریم ﷺ کی ھجرت کے بعد اس کا نام مدینہ پڑ گیا۔ اس کو طیبہ، طابہ، جابرہ، محبہ وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ھجرت کے وقت دعا فرمای تھی "الھم انک قد اخرجتنی من احب ارضک الی فانزلنی احب ارض الیک" حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "من صبر علی اوار المدینۃ وحرھا کنت لہ یوم القیامۃ شھیدا شفیعا" نبی کریم ﷺ کی مسجد نبوی، اپ ﷺ کی روضہ اور شیخین کی قبرے یہاں پر ہیں۔(معجم البلدان عبد اللہ الحموی 5/82)

9 التفسیر المظھری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، الناشر مکتبۃ رشیدیہ 1412-1/2222

10 ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ: ان کا نام حضرت ابو ہریرۃ الدوسی رضی اللہ عنہ ہے، جلیل القدر صحابی ہے ان کے نام کے بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ ان کا نام عبد اللہ بن عامر ہے جبکہ بعض حضرات کی رائے یہ ہیں کہ ان کا نام بربر بن عشرقہ ہے خود ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا نام جاہلیت میں عبد شمس تھا، نبی کریم ﷺ نے میرا نام عبد الرحمن رکھا، ان کا کنیت ابو ہریرہ ہے، اس کنیت کے بارے میں بھی علماء کے اقوال مختلف ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے آستین میں ایک بلی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ابو ہریرۃ کا لقب دیا، جبکہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے خدمت میں باغ کے ایک چھوٹے سے سوراخ سے اندر داخل ہوئے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ابو ہریرۃ کا خطاب دیا تھا، سن 6ھ میں فتح خیبر کے بعد اسلام لے آئے، اور اصحاب صفہ میں شامل ہو کر نبی کریم ﷺ کے احادیث کو جمع کرنے لگے، احادیث میں مکثرین صحابہ سے ہیں، ان کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہیں، ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں کی تعداد آٹھ سو سے اُوپر ہیں۔ 57ھ میں وفات پائے۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، محمد بن عبد الکریم، ابن الاثیر (م430ھ) الناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت 2، 1994/291)

11 التفسیر المظہری، قاضی ثناءاللہ پانی پاتی، 1/2528

12 امام شعبی:اپ کانام عامر بن شراحیل بن عبد بن ذی کبار ہے۔ذو کبار یمن کے بادشاہوں میں سے ہے۔ان کی ماں جلولاء کی قیدیوں میں سے تھی۔عمر رضی اللہ عنہ کی عہد خلافت کے چھٹے سال پیدا ہوے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان کے پیچھے نماز بھی پڑھی۔بہت سارے صحابہ رضی اللہ عنھم سے سماع ثابت ہے۔104ھ میں وفات پائے۔(سیر اعلام النبلاء، محمد بن احمد الذھبی(م748ھ)الناشر دار الکتب المصریۃ القاھرۃ1964ء4/314)

13 مکہ:اس کے وجہ تسمیہ میں کئی اقوال ذکر کی گئی ہیں۔ابو بکر بن الانباریؒ کے مطابق مکہ مشتق ہے تمک الجبارین سے یعنی یہ شہر ان کی تکبر کو ختم کرنی والی ہے کبھی میم کو باسے بدل کر بکہ بھی کہاجاتا ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ بکہ بیت اللہ اور مکہ بیت اللہ کے ارد گرد کو کہاجاتا ہے اس شہر کے مکہ کے علاوہ اور بھی بہت سے نام ہیں جیسے النساسہ، ام رحم، ام القریٰ، حاطمہ وغیرہ۔ نبی ﷺ نے ہجرت کے موقع پر اسی شہر کو مخاطب کر کے فرمایا تھا" کہ یقیناً میں جانتا ہوں کہ دنیا کے شہروں میں تم مجھے سب سے محبوب ترین ہو، اگر مشرکین مجھے تم سے نہ نکالتے تو میں کبھی بھی نہ نکلتا، دور جاہلیت میں بھی مکہ کی عظمت مسلم تھی۔اہل مکہ نہ کسی بادشاہ کے دین کے تابع تھے اور نہ انہوں نے کبھی خراج آدا کئے،اس کے رہنے والے ہمیشہ امن سے تھے نہ ان کی خلاف جنگ کی جاتی اور نہ ان کو قیدی بنایا جاتا۔سب سے پہلے مکہ کو ادم علیہ السلام نے آباد کیا تھا۔(معجم البلدان، عبداللہ الحموی 5/181)

14 التفسیر المظہری، قاضی ثناءاللہ پانی پاتی، 1/3960

15 امام ورش:ان کانام عثمان بن سعید ہے، لقب ورش کنیت ابو سعید المصری المقری ہے 110ھ میں پیدا ہوئے ان کا اصل افریقہ سے بتایا جاتا ہے۔155ھ میں امام نافعؒ سے قرآن و تجوید کی تعلیم حاصل کر کے اس میں مہارت پیدا کی، ان کے استاد نافعؒ نے ان کو اپنی سفید رنگ کی بناء پر ورش کا لقب دیا تھا، کیونکہ ورش ایک سفید چیز ہے جو دودھ سے بنایا جاتا ہے۔ ابتداء میں یہ اپنے قبیلے کے سردار تھے، پھر علوم قرآن وحدیث میں مشغول ہو کر ان میں مہارت حاصل کی۔قرآ مصر کی قرائتکی انتہاء ان پر ہوتی ہے، مصر میں 197ھ میں وفات ہوئی۔(معرفۃ القرآ الکبار، محمد بن احمد الذھبی۔الناشر مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت1404۔2/224)

16 التفسیر المظہری، قاضی ثناءاللہ پانی پاتی، 1/3528

17 ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ:ان کانام عمر بن ابراہیم بن احمد ہے، ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے۔ قرآء کبار میں سے شمار ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ مفسر اور محدث بھی ہیں۔ قرات کی تعلیم ابن مجاہد سے حاصل کی، اور ان سے قرائتکی کتاب "کتاب السبعہ" پڑھی۔90سال کے عمر میں 309ھ میں وفات پائی۔(معرفۃ القرآء الکبار، محمد بن احمد الذھبی۔1/356)

18 التفسیر المظہری، قاضی ثناءاللہ پانی پاتی، 1/2583

19 حمزہ رحمہ اللہ تعالیٰ: ان کانام حمزہ بن حبیب بن عمارہ الکوفی ہے، مشہور قرآء سبعہ میں سے ایک ہے 80ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ قرآن مجید اعمش، حمران بن اعین اور محمد بن عبدالرحمن سے پڑھا، ان کے شاگردوں میں کسائی، سلیم بن حمزہ وغیرہ عظیم قرآء شامل ہیں۔ بہت عابد زاہد تھے،حافظ حدیث، اللہ تعالیٰ کی کتاب پر قائم رہنے والے امام اور حجت تھے۔ عراق سے تیل لے کر تے تھے اسی وجہ ان کو الزیات کہتے تھے۔ جب لوگ ان کو دیکھتے تھے تو ان کو حبر القرآن کہتے۔خود فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن پر کبھی اجرت نہیں لی، کیونکہ میں اس سے جنت الفردوس کا طلب گار ہوں۔156ھ میں وفات پائی۔(معرفۃ القرآء الکبار، محمد بن احمد الذھبی 1/111)

20 کسائی: علی بن حمزہ الکسائی الکوفی بہترین قاری اور نحو کی بڑے امام ہیں۔120ھ کو پیدا ہوئے، قراۃ کی تعلیم حمزہ الزیات سے حاصل کیے، علوم عربیہ حاصل کرنے کے لئے بصرہ میں خلیل ابن احمد کے پاس چلے گئے۔ حروف کی تعلیم میں مہارت ابو بکر بن عیاش کی مرہون منت ہے۔ یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے حمزہ سے زیادہ سچے لہجے والا کوئی اور نہیں دیکھا۔ امام شافعیؒ کا قول ہے جو لوگ بھی علوم عربیہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ سارے کہ سارے کسائی کے محتاج ہیں۔ ان کے بہت سارے تصانیف بھی ہیں جیسے معانی القرآن، کتاب القراۃ وغیرہ۔ 93ھ میں 76 سال کے عمر میں وفات پائی۔ (معرفۃ القراء الکبار، محمد بن احمد الذھبی 1/120)

21 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، 1/2584

22 ابو بکر: ان کا نام احمد بن حسین ہے، ابو بکر اصبہانی کے نام سے مشہور ہے، نشاپور کے رہنے والے ہیں، بہترین قاری اور نیک بندہ گزرے ہیں، کتاب النہایہ کے مصنف اور قراۃ کے فن کے امام ہیں، دمشق میں ان کا استاد حسن بن الاخرم اور بغداد میں حسین بن بویان ہیں، ان کے مشہور شاگردوں میں ابو عبد اللہ الحاکم وغیرہ شامل ہیں۔ انتہائی عبادت گزار اور مستجاب الدعوات تھے۔ شوال کے مہینے میں 380ھ میں وفات پائی۔ (معرفۃ القراء الکبار، محمد بن احمد الذھبی، 1/209)

23 ابن عامر: عبد اللہ بن عامر الیحصبی کے نام سے مشہور ہیں کنیت ابو عمران ہیں۔ بنو تمیم سے تعلق ہونے کی بنا پر تمیمی کہلاتا ہیں۔ قراۃ میں اہل شام کے امام مانے جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے وفات کے وقت ان کی عمر دو سال تھی۔ قراۃ کی تعلیم ابو معاذ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے حاصل کی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی قراۃ کی تعلیم حاصل کی۔ ابو ادریس خولانی کے بعد دمشق کے قاضی بھی رہے۔ 118ھ میں وفات پائی۔ (معرفۃ القراء الکبار، محمد بن احمد الذھبی 1/49)

24 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی۔ 1/2586

25 حجاز: حاء کے کسرہ اور آخر میں زاء ہے، ابو بکر الانباری کے مطابق حجاز کے مادہ اشتقاق میں دو قول ہیں، یا یہ عرب کے اس قول سے ماخوذ ہے، حجز الرجل بعیرہ، جب اپنے سواری کو مظبوطی کے ساتھ باندھے۔ یا یہ احتجزت المراۃ سے ماخوذ ہے، جب عورت اپنے کپڑوں کو آپنے اُوپر مظبوطی کے ساتھ باندھی۔ تو حجاز کو حجاز اس وجہ سے کہا جاتا کہ اس کو پہاڑوں نے گھیر کر باندھا ہے، امام عقیل کی رائی میں جو علاقہ ذات عرق سے مغرب کی طرف پڑا ہے یہاں تک کہ تہامہ پر اس کا اختتام ہو جائے یہ حجاز کہلاتا ہے۔۔ امام کلبی کی رائی میں جزیرہ عرب پانچ علاقوں پر مشتمل ہے، تہامہ، حجاز، نجد، عروض اور یمن۔ یمن کے سب سے بڑی پہاڑی جبل السراۃ جو تہامہ اور نجد کے درمیان واقع ہے حجاز کہلاتا ہے۔۔ اس پہاڑ کی مغربی جانب عک، کنانہ وغیرہ کے علاقے تہامہ کہلاتے ہیں۔ اور مشرقی جانب عراق وغیرہ کے علاقے نجد کہلاتا ہے۔ بحرین یمامہ کے علاقے عروض کہلاتے ہیں اس کے علاوہ صنعاء وغیرہ کے علاقے یمن کہلاتا ہے۔ (معجم البلدان، عبد اللہ الحموی، 2/218)

26 ابو عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ: ان کا نام ابو عمرو بن العلاء المازنی ہے، اہل بصرہ کا بڑا قاری اور نحو کا امام ہے، اصح قول کی مطابق ان کا نام زبان علی ہے قبیلہ تمیم کی نسبت کرکے تمیمی بھی کہا جاتا ہے، 66ھ میں پیدا ہوئے، اہل حجاز سے قراۃ کی تعلیم حاصل کی مکہ میں مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کو اپنی قراۃ پیش کی مدینہ میں ابو جعفر، یزید بن رومان وغیرہ سے قراۃ کی تعلیم حاصل کی، ان سے بے شمار تلامذہ نے قراۃ کی تعلیم حاصل کی، ان کے مشہور شاگردوں میں امام اصمعی، عباس بن فضل وغیرہ جیسے بڑی ہستیاں شامل ہیں۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تھا اپنے قراۃ کو لازم پکڑ، 154ھ میں وفات پائیٔ۔ (معرفۃ القراء الکبار، محمد بن احمد الذھبی 1/58)

27 یعقوب رحمہ اللہ: ان کا نام یعقوب بن محمد بن خلیفہ الکوفی ہے، کنیت ابویوسف ہے، قرا ئتکی تعلیم ابو بکر بن عیاش سے حاصل کی، اہل کوفہ کے قرا ئتکی امام مانے جاتے ہیں، ان کے مشہور شاگردوں میں ابو جعفر محمد بن غالب، محمد بن حبیب وغیرہ شامل ہیں۔ ابو بکر النقاش ان کے بارے میں کہتے ہیں یعقوب صاحب قرآن اور فرائض ہے۔ 205ھ میں وفات پائی۔ (معرفۃ القرآ الکبار، محمد بن احمد الذھبی 1/95)

28 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، تحت آیت 23، 20، 1/2584

29 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی۔ تحت آیت 23، 20، 1/2586

30 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، تحت آیت 23، 20، 1/2593

31 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، تحت آیت 23، 20، 1/2582

32 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، تحت آیت 23، 20، 1/2582

33 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، تحت آیت 23، 23، 1/2583

34 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، تحت آیت 23، 23، 1/2583

35 التفسیر المظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پاتی، تحت آیت 23، 23، 1/2586

36 المومنون/23

37 المومنون/20

38 نوح علیہ السلام: نام نوح بن لامک بن متوشلخ بن ادریس ہے، آگے سلسلہ نسب شیث علیہ السلام تک پہنچ کر حضرت آدم علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس نسلیں گزر چکے ہیں نوح علیہ السلام کو 300 یا 400 سال کے عمر میں اس وقت مبعوث کیا گیا، جب لوگ بتوں کی پوجا کرنے لگے تھے، ان کے اپنے قوم کے ساتھ مخاصمت اس کے بعد ان پر طوفان کا آنا اور ان کا ہلاک ہونا یہ سب معلوم و معروف ہے، نوح علیہ السلام اپنے قوم کو ساڑھے نو سو سال تک تبلیغ کرتا رہا، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائی میں 1700 کے عمر میں نوح علیہ السلام وفات پائے۔ طوفان نوح کے بعد ان کے تین بیٹوں حام، سام اور یافث سے پوری دنیا کی نسل چلی۔ (البدایہ والنہایہ، اسماعیل بن کثیر، 1/237)

39 ہود: ان کا نام ھود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے، صحیح ابن حبان میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک صحیح طویل روایت میں منقول ہے کہ انبیاء میں سے چار عرب میں سے تھے، ھود، صالح، شعیب علیہم السلام اور تمہارا پیغمبر۔ ان کے قوم نوح علیہ السلام کے بعد بت پرستی میں مبتلاء تھی، اللہ تعالیٰ نے ھود علیہ السلام کو مبعوث کو فرمایا انہوں نے اپنے قوم کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی طرف بلایا، لیکن وہ اپنے شرک اور بت پرستی پر قائم رہی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی وطوفان کے شکل پر اپنی عذاب سات راتیں اور آٹھ دن تک مسلسل مسلط کی۔ یہاں تک کہ سارے کہ سارے ہلاک ہوئے، ھود علیہ السلام کے قبر کے بارے میں لوگوں کے دو رائے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ یمن میں ہے اور بعض کی رائی میں دمشق میں واقع ہے۔ (البدایہ والنہایہ، اسماعیل بن کثیر، 1/282)

40 المومنون/24

41 المومنون/14

42 حسن بصری رحمہ اللہ: ان کا نام حسن بن ابی حسن السید ہے کنیت ابوسعید ہے۔ حسن بصری کے نام سے مشہور ہے، ان کی ماں خیرہ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کی باندی تھی، بسا اوقات کام میں مشغولیت کی بناء پر ام سلمۃ ام المومنین رضی اللہ عنہا ان کو دودھ پلاتی تھی، کہا جاتا ہے کہ ان کی فصاحت وبلاغت میں اس بات کا بہت بڑا دخل ہے، خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے چار سال گزرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے بڑے جلیل القدر محدث، مفسر،

فقیہ اور عابد زاہد گزرے ہیں۔ طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں، 130 صحابہ کے ساتھ ان کی ملاقات ثابت ہے 110ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء لامام نوویؒ 1/165)

43 امام مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ: پورا نام مقاتل بن حیان البلخی ہے کنیت ابوبسطام ہے، تبع تابعین میں سے ہے، حضرت سالم بن عبد اللہؒ، عطاء بن ابی رباحؒ اور ابی بردہ بن ابی موسیٰؒ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، جمہور ان کی توثیق پر متفق ہیں، مفسر، محدث اور بہت بڑے عابد زاہد تھے۔ ابو مسلم کی حکومت کے دوران کابل آئے تھے، اور وہاں پر وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء، امام نوویؒ 2/412)

44 امام مجاہدؒ: ان کا نام مجاہد بن جبر یا جبیر المکی المخزومی ہے، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے جلیل القدر صحابہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں طاوس، ابن ابی لیلیٰ وغیرہ عظیم تابعین شامل ہیں۔ یہ تفسیر فقہ اور حدیث کے امام مانے جاتے ہیں، خود فرماتے ہیں "کہ میں نے تیس دفعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قرآن سنایا" 101ھ میں 93 سال کے عمر میں وفات پائے۔ (تہذیب الاسماء واللغات لامام نوویؒ 2/390)

45 حضرت علی رضی اللہ عنہ: ان کا نام علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہے، ماں کا نام فاطمہ بنت اسد ہے، کنیت ابو الحسن ہے، نبی کریم ﷺ کے چچازاد اور داماد ہے، نبی کریم ﷺ کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی نکاح میں تھی۔ بچپن سے ان کی پرورش نبی کریم ﷺ نے کی تھی، بچوں میں سب سے پہلے دس سال کے عمر میں اسلام قبول کیا تھا، نبی کریم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ خلفاء راشدین میں چوتھے نمبر پر ہے، علم میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا "انہ منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی" عبد الرحمن بن مسلم اور شبیب نے کوفہ کے جامع مسجد میں 17 رمضان 40ھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ (اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: محمد بن عبد الکریم ابن الاثیر (م 430ھ) الناشر دار الکتب العلمیۃ بیروت 1994ء 3/610)

46 سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ: ان کا کنیت ابو عبد اللہ مشہور ہے، کبار تابعین میں سے ہیں، جلیل القدر مفسر، محدث اور فقیہ ہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما وغیرہ اکابر صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں، انتہائی عبادت گذار اور اللہ سے ڈرنے والے تھے، پوری پوری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذارتے تھے، امام بخاریؒ کا قول ہے "علم میں سعید بن جبیرؒ ابراہیم نخعیؒ سے بڑھ کر ہے" "عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب اہل کوفہ کوئی سوال کرتے تھے تو یہ دونوں حضرات فرماتے تھے کہ "تم میں سعید بن جبیرؒ کے ہوتے ہوئی ہم سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے" حجاج بن یوسف 94ھ میں 49 سال کے عمر میں بہت مظلوم شہید کیا۔ (تہذیب الاسماء واللغات لامام نوویؒ 1/210)

47 عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ: ان کا نام عمرو بن دینار المکی الجمحی ہے، کنیت ابو محمد ہے، کبار تابعین میں سے ہیں، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے سماع ثابت ہے، ان سے روایت کرنے والوں میں جعفر صادقؒ، ایوبؒ اور قتادہؒ جیسے جلیل القدر محدث موجود ہیں، ان کی جلالت، امامت اور توثیق پر ائمہ فن کا اجماع منعقد ہو چکا ہے، سفیان بن عیینہؒ نے چار دفعہ ان کی توثیق کی ہے، ابن ابی نجیح کا قول ہے "کہ میں نے عمرو بن دینار سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا" 80 سال کی عمر میں 126ھ میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء واللغات، امام نوویؒ 2/343)

48 عطاءؒ: ان کا نام عطاء بن سیار کنیت ابو محمد ہے، ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ازاد کردہ غلام ہے، اکابر تابعین میں شمار ہے، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ وغیرہ سے سماع ثابت ہے۔ عمرو بن دینارؒ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمنؒ جیسے جلیل القدر ائمہ ان کے شاگرد ہیں، ائمۂ حدیث ان کی توثیق پر متفق ہے۔ کثرت سے احادیث کی روایت کرنے والا ہیں۔ 104ھ میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء واللغات لامام نوویؒ 1/308)

49 ابوالدرداء رضی اللہ عنہ: نام عویمر بن زید بن قیس ہے، کنیت ابوالدرداء ہے، ماں کا نام محبہ بنت واقد ہے، سب سے آخر میں اسلام لانے والوں میں سے ہے، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے جاہلیت اور اسلام میں بھائی چارہ تھا، اسلام لانے سے پہلے تاجر تھے، بعد میں تجارت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر غزوات میں شریک رہے، غزوہ احد میں اس وقت بھی ثابت قدم رہے جب اکثر صحابہ میدان چھوڑ چکے تھے۔ مرض الوفات میں ساتھیوں نے پوچھا کس چیز سے ڈرتے ہو؟ فرمایا "اپنے گناہوں سے" پھر پوچھا کس چیز کی شوق رکھتے ہو؟ فرمایا "جنت کی"۔ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ میں دمشق میں 32ھ میں وفات پائی۔(الطبقات الکبریٰ، محمد بن سعد،(م230ھ)الناشر دارالکتب العلمیہ بیروت،1990،7/274)۔

50 المؤمنون/2

51 حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ: نام جندب بن جنادہ ہے، کنیت ابوذر ہے، اور غفار قبیلے کی طرف نسبت کر کے غفاری کہا جاتا ہے اسلام لانے سے پہلے بھی انہوں نے تین سال تک خالص اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے نماز پڑھی۔ اسلام لانے کے بعد اپنے قوم کی طرف چلے گئے، غزوہ خندق کی بعد مدینہ تشریف لائے، تارک الدنیا صحابی ہے، زہد وفقر میں ان کے مثال ملنا ناممکن ہے، جس کے پاس کوئی مال ودولت دیکھتے ان کو لاٹھی سے مارتے اور اس کو کنز سے تعبیر کرتے، ان حالات کی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں مقیم ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا "ویرانیوں اور آبادیوں میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے"۔ ربذہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے جنازہ پڑھایا اور فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں سنا تھا "رحم اللہ اباذر یمشی وحیدا ویعیش وحیدا ویموت وحیدا"۔(الطبقات الکبرایٰ، محمد بن سعد 4/165)

52 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے، ماں کا نام ام رومان ہے، ہجرت سے تین سال پہلے 6 سال کے عمر میں شوال کے مہینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح ہوا، ہجرت کے بعد 9 سال کے عمر میں شوال میں مدینہ میں رخصتی ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت ان سے تھی، اس وجہ سے مسروقؒ جب ان کی کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں، حبیبۃ حبیب اللہ، اللہ تعالیٰ کی راہ میں انتہائی خرچ کرنے والی، یتیم مساکین اور غرباء کے بہت خیال رکھنی والی تھی، زہد، ورع اور تقویٰ میں یکتا تھی، علم وفضل میں اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ اکثر مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔ 17 رمضان 58ھ مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئی۔(تہذیب الاسماء، امام نوویؒ،2/616)

53 انس بن مالک رضی اللہ عنہ: ماں کا نام ام سلیم ہے۔ والد کا نام ابوطلحہ ہے۔ جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں فرمایا تھا "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو"۔ اس گھرانے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے عام صحابہ ان کو اہل بیت سے سمجھتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو ان کے عمر دس سال تھی۔ ان کی ماں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں لے گئی، انہوں نے دس سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر وحضر میں خدمت کی۔ اس مخلصانہ خدمت کے بدلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین دعائیں دی تھی "اللہم ارزقہ مالاً وولداً وبارک لہ فی عمرہ" اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مال، اولاد اور عمر میں بہت برکت دی تھی، 99 سال کے عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، لابی عمر یوسف بن عبداللہ (م462ھ) الناشر دارالجیل بیروت 1992-1/111)

54 جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ: نام جابر بن سمرۃ بن جنادہ بن جندب ہے، کنیت ابو خالد ہے، جلیل القدر صحابی ہے، سعد بن ابی وقاص کے بھانجے ہیں۔ یہ خود اور کے باپ دونوں صحابی ہیں، انہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے 146 احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن عمیرؒ، عامر بن سعدؒ اور شعبیؒ جیسے اکابر تابعین شامل ہیں۔ 66ھ کو کوفہ میں وفات پائی۔(اسد الغابۃ، محمد بن عبدالکریم بن الاثیر۔1/304)

55 ابوالاحوص رضی اللہ عنہ:ان کانام عوف بن مالک بن نضلہ الجشمی ہے۔قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتا ہے،عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ،حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔یہ بہترین واعظ اور مبلغ تھے۔جامع مسجد کوفہ میں کھڑے ہوکر بہترین وعظ ونصیحت فرماتے۔عبدالرحمن سلمی رضی اللہ عنہ لوگوں سے ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ ابوالاحوص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور قصہ گو کی وعظ ونصیحت مت سنو۔طبیعت کے انتہائی سادہ تھے،محدثین ان کی توثیق پر متفق ہیں۔کوفہ میں حجاج کی ولایت میں شہید کیئے گئے(سیر اعلام النبلاء،امام ذھبی4/352)

56 المومنون/2

57 المومنون/3

58 ابوقتادہ رضی اللہ عنہ:ان کا حارث بن ربعی ہے،کنیت ابوقتادۃ سے مشہور ہے،انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ ہے،بدر سے لیکر تمام غزوات میں شامل حال رہے،نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں،نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا"خیر فرساننا ابوقتادۃ"54ھ کو مدینۃ میں وفات پائے۔(اسد الغابۃ،محمد بن عبدالکریم ابن الاثیر6/244)

59 ضحاک بن سفیان العامری رضی اللہ عنہ:کنیت ابوسعید ہے۔صحابی رسول اللہ ﷺ ہے۔نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم بنوکلاب پر والی مقرر کیا تھا۔اور ان کی طرف ایک خط بھی لکھا تھا جس میں یہ فرمان تھا"اشیم ضبابی کے بیوہ کو ان کی شوہر کی دیت سے میراث ادا کرو"نبی کریم ﷺ کی حفاظت کے لئے ان کے پاس تلوار لیکر کھڑے ہوتے تھے،انتہائی بہادر تھے،جنگ کے موقع پر سو شہسواروں کے برابر تھے،فتح مکہ کی وقت بنو سلیم کے امیر تھے۔(اسد الغابۃ،محمد بن عبدالکریم ابن الاثیر6/324)

60 الکلبی:ان کانام محمد بن سائب ہے،الکلبی کے لقب سے مشہور ہے۔ان کے دو مشہور بیٹے سفیان اور محمد ہیں۔یہ انساب عرب کے سب سے بڑے ماہر تھے۔واقعات عرب اور ان کی تاریخ کی بھی کافی علم رکھتے تھے۔ابوجعفر کے دور خلافت میں کوفہ میں140ھ میں وفات پائی۔(الطبقات الکبریٰ،محمد بن سعد6/341)

61 المومنون/20

62 المومنون/60

63 شمس الائمۃ السرخسی:نام محمد بن احمد شمس الائمۃ السرخسی ہے۔کنیت ابوالفضل ہے۔الحنفی اور تجارت کے بناء پر التاجر بھی کہا جاتا ہے۔سن 400ھ میں پیدا ہوئے۔10سال کے عمر میں اپنے باپ کے ساتھ تجارت کے لیے بغداد آے،یہاں پر علم میں مصروف ہوکر فقہ حنفی میں کمال مہارت حاصل کی۔جمادی الاولی کے مہینےمیں سن494ھ میں وفات پاے۔(سیر اعلام النبلاء،امام ذھبی19/147)

64 محمد بن حسن الشیبانی:اپ کانام محمد بن حسن بن فرقد العلامہ فقیہہ العراق ابوعبداللہ الشیبانی الکوفی ہے۔امام صاحب کے شاگرد رشید ہے۔232ھ کو واسط شام میں پیدا ہوے۔کوفہ اور بغداد میں علم حاصل کی۔امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد بھی ہے۔رای میں189ھ میں وفات پاے۔(سیر اعلام النبلاء،امام ذھبی9/134)

65 علاؤالدین الحصکفی:آپ کانام محمد بن علی بن محمد الحصنی ہے۔علاؤالدین الحصکفی سے مشہور ہے۔دمشق میں1025ھ مین پیدا ہوئے۔آپ نحوی مفسر اور فقہہ حنفی کے بہت بڑے فقیہہ اور مفتی ہے۔فقہہ حنفی میں آپ کی مشہور کتاب الدر المختار ہے جس کی شرح ابن عابدین نے لکھی ہے جو الشامیۃ کی نام سے مشہور ہے۔1088ھ میں دمشق میں وفات پائے(الشامیۃ۔ابن عابدین،الناشر مکتبہ رحمانیہ پشاور پاکستان1/7)

66 امام شافعی: آپ کا نام ابو عبداللہ محمد بن ادریس بن الشافع ہے۔ عراق کی شہر غزۃ میں 150ھ پیدا ہوئے۔ والد بچپن میں وفات پا گئے تھے ان کی ماں ان کو لے کر مکہ آگئی۔ 7سال کی عمر میں قرآن حفظ کی اور دس سال کی عمر میں موطا کے حافظ بن گئے۔ پندرہ سال کی عمر مین مسند درس پر بیٹھ گئے اور مسلک شافعی کے امام بن گئے۔ مصر میں وفات پائے (سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 5/117)

67 علی بن محمد الماوردی: آپ کا لقب اقضی القضاۃ ہے اپ کئی شہروں کے قاضی رہے۔ کئی تصانیف کے مالک ہے۔ مسلکا شافعی ہے۔ 86سال کے عمر میں 450ھ میں وفات پائے۔ (سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 18/64)

68 مالک بن انس: شیخ الاسلام، حجۃ الامۃ، امام دار الھجرۃ ابو عبداللہ مالک بن انس 93ھ میں مدینہ میں اس سال پیدا ہوئے جس سال حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم النبی ﷺ کا انتقال ہوا۔ حضرت نافع، سعید المقبری اور عبداللہ بن الزبیر رحمھم اللہ جیسے جلیل القدر تابعین سے علم حاصل کی۔ 21سال کے عمر میں مسند حدیث پر بیٹھ گئے۔ 14ربیع الاول 174ھ کو وفات پائے۔ (سیر اعلام لنبلاء، امام ذھبی 8/48)

69 ابو بکر محمد عبداللہ بن یونس: آپ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن یونس التمیمی الیربوعی الکوفی ہے۔ شیخین کے استاد ہے۔ 132ھ میں پیدا ہوئے۔ ربیع الاول 227ھ میں وفات پائے۔ (سیر اعلام لانبلاء، امام ذھبی 10/458)

70 ابن تیمیہ: علم حران 542ھ میں حران شام میں پیدا ہوئے۔ حدیث کی علم ابو الفتح بن بطی، یحی بن ثابت وغیرہ سے حاصل کی، علی احمد بن ابی الوفاء، حامد بن ابی الجر وغیرہ سے فقہہ میں مہارت حاصل کی۔ 622ھ مین وفات پائے۔ (سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 22/289)

71 محمد بن احمد البغدادی: آپ کا نام ابو یعلی محمد بن الحسین ابن محمد بن خلف بن احمد البغدادی الحنبلی ہے۔ التعلیقۃ الکبری اور دوسرے مفید کتابوں کے مصنف ہے۔ فقہہ حنبلی کے بہت بڑے امام ہے۔ عبادت اور زھد کے ساتھ ساتھ قراۃ عشرہ کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔ 381ھ میں پیدا ہوئے اور 448ھ میں وفات پائے۔ (سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 18/89)

72 عبدالقادر بن عمر بن عبدالقادر: الشیخ الامام العالم الزاھد العارف القدوۃ شیخ الاسلام علم الاولیاء محیی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح بن عمر بن عبدالقادر جیلان میں 471ھ میں پیدا ہوئے۔ جوانی میں بغداد آئے اور علی ابی سعید المحرف وغیرہ سے فقہہ کی علم حاصل کی اور فقہہ حنبلی کے امام بن گئے۔ صاحب کرامات بزرگ ہے، 90سال کے عمر میں 561ھ میں وفات پائے۔ (سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 20/439)

73 ابن قدامہ: آپ کا نام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ الدمشقی ہے۔ دمشق میں ماہ شعبان میں 541ھ میں پیدا ہوئے۔ دس سال کے عمر میں قرآن حفظ کی۔ اس کے بعد علم کے طرف متوجہ ہوگے اور اھل شام کے امام بن گئے۔ بہت بردبار، حلیم اور سلیم الفطرۃ انسان تھے۔ 620ھ میں وفات پائے۔ (سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 22/156)

74 امام ابو حنیفہ: نام نعمان بن ثابت بن زوطی التیمی ہے۔ سن 80ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں اپ تجارت کی طرف مایل تھے۔ امام شعبیؒ کی نصیحت کی بعد علم کی طرف متوجہ ہوگئے۔ فقہہ میں سب سے زیادہ استفادہ اپنے استاد حماد بن ابی سلیمانؒ سے کی اور دیکھتے ہی دیکھتے فقہہ حنفی کے امام بن گئے۔ 150ھ میں وفات پائے (سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 4/235)

75 الجصاص: اپ کا نام زیاد بن ابی زیاد ہے، کنیت ابو محمد الجصاص ہے۔ بصری اور واسطی کہا جاتا ہے۔ انس بن مالک، حسن بصری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ احادیث میں زیادہ ثقہ نہیں ہے۔ 170ھ میں واسط میں وفات پائے۔ (تاریخ بغداد، احمد بن علی ابو بکر الخطیب البغدادی، الناشر دار الفکر العلمیۃ بیروت 18/474)

76 احمد بن حنبل: نام ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال الذھلی الشیبانی المروزی ثم البغدادی ہے۔ ربیع الاول 164ھ میں پیدا ہوئے۔ 15سال کے عمر میں پہلے ابراہیم بن سعد سے تھوڑی سی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد ھشیم بن شبیر سے زیادہ استفادہ کیا۔ مختلف اساتذہ سے علم حاصل کرتے

کرتے فقہہ حنبلی کے امام بن گئے۔ خلق قران کے مسلے میں منصور کی مشقت برداشت کرتے کرتے اصبھان میں 265ھ میں وفات پائے۔(سیر اعلام النبلاء، امام ذھبی 351/11)

77 حرام بن سعد بن محیصہ: نام حرام بن سعد بن محیصہ بن کعب الانصاری ابو سعد المدنی ہے۔ کبھی جد کی طرف نسبت کرتے ہوئے حرام بن ساعدہ بھی کہا جاتا ہے۔ اپنے دادا محیصہ اور براء بن عازب سے روایت کرتے ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کان ثقۃ قلیل الحدیث۔ مدینہ میں 113ھ میں وفات پائے۔(تھذیب التھذیب 196/2)

78 براء بن عازب: آپ کا نام براء بن عازب بن الحارث بن عدی بن مجدۃ بن حارثۃ الاوسی ہے۔ کنیت ابو عمرو یا ابو الطفیل ہے۔ باپ بیٹا دونوں صحابی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور شیخین سے روایت کرتے ہے۔ کوفہ میں قیام پذیر ہو کر مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائے۔(تھذیب التھذیب 272/1)

79 الانبیاء/29

80 معتزلہ: ان کو اصحاب العدل والتوحید بھی کہتے ہیں، ان کا لقب قدریہ اور عدلیہ ہے، اس فرقے کا بانی واصل بن عطاء الغزال الالثغ ہے، یہ حسن بصری رحمہ اللہ کا شاگرد تھا پھر ان سے علیحدہ ہو کر اس فرقے کا بنیاد رکھا، 80ھ کو پیدا ہو کر 131ھ میں وفات ہوا۔ ان کو غزال یا معتزلی کہا جاتا ہے، غزال کہنے کی وجہ تو یہ ہے، کہ جولاہوں کے پاس بیٹھ کر ان سے ان عورتوں کی بارے میں معلوم کرتا تھا جو حاجت مند ہونے کے باوجود سوال نہیں کرتیں تھیں، تو یہ ان کے لئے صدقہ وغیرہ مقرر کرتا تھا، معتزلی اس وجہ سے کہا جاتا ہے، کہ اعتزل بمعنی جدا ہونے سے ہے، اور یہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مجلس سے جدا ہوئے تھے، ان کے مشہور عقائد یہ ہیں۔ 1 اللہ کا کلام (قرآن پاک) محدث اور مخلوق ہے۔ 2 باری تعالیٰ کا دیدار اور رؤیت ممکن نہیں ہے۔ 3 انسان اپنے افعال کا خالق اور کاسب ہے۔ 4 یہ لوگ تقدیر کے منکر ہیں۔ 5 جو چیز بندے کے لئے خیر ہو اللہ تعالیٰ پر اس کا دینا واجب ہے۔ 6 مرتکب گناہ کبیرہ مخلد فی النار ہے۔(الملل والنحل، ابو الفتح، محمد بن عبد الکریم (م548ھ) الناشر موسسۃ الحلبی 45/1)

81 المومنون/14

82 ابو یوسف: نام یعقوب بن ابراھیم ہے کنیت ابو یوسف سے مشہور ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا شاگرد رشید ہے، 17 سال تک امام صاحب کی مجلس کو لازم پکڑا۔ ھارون الرشید کا قاضی القضاۃ تھا۔ امام صاحب نے اپ کے بارے میں کہا تھا لا یطمع فی ریاسۃ بلدۃ فیھا ابو یوسف۔ ھارون الرشید کے عھد خلافت میں 272ھ میں وفات پائے۔(سیر اعلام النبلاء 242/14)

83 النور6

84 النساء28

85 السدی رحمہ اللہ: ان کا نام اسماعیل بن عبد الرحمن بن ابی کریمہ السدی ہے، اس کو السدی الکبیر بھی کہا جاتا ہے، کوفہ کی جامع مسجد کی سامنے والی راستے میں بیٹھ جاتا تھا جس کی وجہ سے سدی مشہور ہوا، حضرت انس، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، ان سے روایت کرنے والوں میں امام شعبہؒ، سفیان ثوریؒ وغیرہ شامل ہیں، قرآن مجید کے بہترین مفسر ہے، آئمہ فن ان کی توثیق میں مختلف ہیں۔ کچھ حضرات ان کو ثقہ اور بعض حضرات ان کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔(تہذیب التہذیب، حافظ ابن حجر، 313/1)

86 الانبیاء/104

87 المومنون/2

88 عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ:نام عبداللہ بن سلام بن حارث ہے،انصار میں خزرج سے تعلق کی بناء پر انصاری اور خزرجی بھی کہاجاتاہے،کنیت ابویوسف،سلسلہ نسب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملتاہے،جاہلیت میں ان کانام حصین تھا،نبی کریم ﷺ نے تبدیل کرکے عبداللہ بن سلام رکھا،قرآن بھی ان کے علم وفضل کااقرار کرتاہے،تقریباًپچیس احادیث کی روایت کرنے والے ہیں،نبی کریم ﷺ نے ان کو اہل جنت میں سے شمار کیاتھا،اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کا بہت بڑاعالم تھا،ہجرت کے پہلے سال اسلام لایا،یہودی ان بارے میں کہتے تھے،اعلمناوبن اعلمنا،واخیرناوبن اخیرنا،43ھ کو مدینہ میں وفات پائے۔(تہذیب الاسماءواللغات،امام نوویؒ1/255)

89 دمشق:دال کے کسرہ میم کے فتح شین کے سکون اور آخر میں قاف کے ساتھ دمشق پڑھاجاتاہے۔یہ شام کاایک مشہور شہر ہے،اپنے خوبصورتی کے بناپر اس کو دنیاکا جنت کہاجاتاہے،اس کانام نوح علیہ السلام کے اولاد میں سے ایک بادشاہ دامشق بن قانی کے نام پر رکھاگیاہے،اصمعی کہتے ہیں،دنیا کی جنتیں تین ہیں،غوطہ دمشق،نہربلخ اور نہرابلہ۔عیسیٰ علیہ السلام بھی اس شہر کے مشرقی جانب ایک سفید منارے پر اُتریں گے،یہ خوبصورت باغوں،بہتے نہروں والاشہرہے،آجکل یہ شام کے دارالحکومت ہے۔(معجم البلدان،عبداللہ الحموی2/464)

90 سعید بن المسیب:آپ کانام سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وھب ہے۔تابعی اور امام التابعین ہے۔آپ کے باپ مسیب اور داداحزن دونوں صحابہ ہیں۔خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے دوسال گزرنے کے بعد پیداہوے۔تینوں خلفاءراشدین سمیت جلیل القدر صحابہ سے سماع ثابت ہے۔علم میں ید طولیٰ رکھنے کے بناءپر فقیہہ الفقہاء کہاجاتاہے۔سن94ھ میں وفات پاے۔(تھذیب التھذیب1/307)

91 الغوطۃ:غین کے ضمہ واو کی سکون طاء کے فتحہ اور آخر میں تائے ممدود کے ساتھ غوطۃ پڑھاجاتاہے،یایہ غائط سے ماخوذ ہے بمعنی اطمینان والی زمین،یا درختوں کی جھنڈ کو غوطہ کہاجاتاہے،یہاں پر غوطہ سے وہ اٹھارہ میل پھیلی ہوئی وادی مراد ہے جس میں دمشق بھی واقع ہے،اس کے اردگرد اُونچے پہاڑ اور ان سے بہنے والی ٹھنڈے میٹھے پانی کی چشمے ہیں،غوطہ باغوں اور چشموں کی وادی ہے اس وجہ سے اس کو دنیاکا جنت کہاجاتاہے۔(معجم البلدان، عبداللہ الحموی4/219)

92 الرملۃ:رمل کی جمع ہے،فلسطین کے ایک عظیم شہر کانام ہے،اس کے علاوہ اور بھی کئی رملہ مشہور ہیں،ان میں سے ایک بغداد اور ایک بحرین میں ہے،رملہ اور بیت المقدس کے درمیان اٹھارہ دن کافاصلہ ہے،اس کو سب سے پہلے آل داوٗد نے آباد کیاتھا،پھر حالات زمانہ نے اس شہر کو کھنڈر بنادیا، جب ولید بن عبدالملک خلیفہ بناتوانہوں نے اپنے بھائی سلیمان بن عبدالملک کو فلسطین کے لشکر کاامیر مقرر کیا،وہ پہلے مقام لد پر اترااور پھر اس نے رملہ کو آباد کیا،سب سے پہلے اس میں ایک محل دارالصباغین اور ایک مسجد تعمیر کی،آجکل یہ نواحی فلسطین کاایک شہر ہے۔(معجم البلدان،عبداللہ الحموی،3/69)

93 بیت المقدس:مقدس لغت میں پاکیزہ کو کہاجاتاہے،جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے،(وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ)اس کو بیت المقدس اس وجہ سے کہاجاتاہے کہ یہ انسان کو گناہوں سے پاک کرتاہے۔یہ فلسطین کاایک شہر ہے اور مسلمانوں کا قبلہ اول ہے،اس مسجد کو سب سے پہلے حضرت اسحاق علیہ السلام نے آباد کیاتھا۔اس مسجد کی عظمت کااندازہ اس بات سے لگایاجاسکتاہے کہ نبی ﷺ نے فرمایاکہ ان تین مسجدوں کی علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر نہ کرو،مسجد الحرام،مسجد النبوی اور مسجد بیت المقدس،اس شہر اور اس مسجد کو تینوں اسمانی مذاہب والے مقدس مانتے ہیں،خواہ وہ عیسائی ہو یہودی ہو یا مسلمان۔(معجم البلدان،عبداللہ الحموی5/166)

94 کعب بن مالک:آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔نام کعب بن مالک بن عمروبن القین ہے۔انصاری خزرجی صحابی ہے۔بیعۃ عقبہ سے لیکر تمام عزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شامل حال رہے۔ان تین صحابہ میں شامل ہیں جو غزوہ تبوک کے موقع پر اپ کاتوبہ موٗخر کیاگیاتھا۔خلافت معاویہ میں سن 53ھ میں وفات پاے۔(تھذیب الاسماءواللغات1/590)

95 المؤمنون/50

96 المؤمنون/51

97 التفسیر المظہری، قاضی ثناءاللہ پانی پاتی، 1/2439

98 التفسیر المظہری، قاضی ثناءاللہ پانی پاتی، 1/2443